بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِين نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِين، أَمَّا بَعْدُ:

004-23:سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:115-116)

سورۃالنساء کی مختصر تفسیر کا درس جاری ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمْ

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾ (النساء:115)

﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾: اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید مخالفت کرتا ہے۔

﴿مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى﴾: اس کے بعد کہ اسے ہدایت کا راستہ دکھادیا گیا ہے (اُس کے لیے ہدایت ظاہر ہو چکی ہے)۔

﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: اور مومنوں کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کرتا ہے۔

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: ہم اُس کو اُس کے حوالے کر دیں گے جو اُس نے اختیار کیا ہے۔

﴿وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝﴾: اور ہم اُسے جہنم میں داخل کریں گے اور بہت ہی بُری پلٹنے کی جگہ ہے (بہت ہی بُرا انجام ہے)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک بہت ہی خطرناک مسئلہ بیان کیا ہے: "مشاقة الرسول عليه الصلاة والسّلام": مشاقت کہتے ہیں شدید اختلاف کو، ایک تو اختلاف ہوتا ہے اور اس کے مختلف درجے ہوتے ہیں کہ ایک کم لیول کا ہوتا ہے کوئی اس سے زیادہ ہوتا ہے، جو سب سے بڑا اختلاف ہوتا ہے جو سب سے شدید اختلاف ہوتا ہے وہ مشاقت کا ہوتا ہے۔

"مشاقت" شق سے لیا گیا ہے، جیسا کہ دریا کے دو کنارے ہیں جو بالکل دور ہیں کبھی آپس میں مل نہیں سکتے اسی طریقے سے مشاقت والا شخص جب اختلاف کرتا ہے تو اتنی دور چلا جاتا ہے حیران کن بات یہ ہے کہ کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو مشاقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے بعد کہ اسے ہدایت واضح ہو چکی ہو! دیکھیں جسے ہدایت واضح نہیں ہے وہ تو مشاقت کر سکتا ہے کیونکہ پتہ نہیں اس کو نا کہ حق کیا ہے باطل کیا ہے وہ تمیز نہیں کر سکتا وہ ہدایت کی تلاش میں ہے اختلاف ہو جاتا ہے تو وہ اس جستجو میں ہے کہ کہیں پر اُسے حق ظاہر ہو جائے لیکن جب حق ظاہر ہو جائے واضح ہو جائے اس کے بعد جو اختلاف کرتا ہے وہ مشاقت ہوتی ہے۔

اور اس میں صیغۃ العموم ہے: ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ﴾: یعنی جو بھی مشاقت کرتا ہے (کوئی بھی ہو سکتا ہے، مرد ہو عورت ہو، چھوٹا ہو بڑا ہو، عالم ہو جاہل ہو، فرمانبردار ہو نافرمان ہو کوئی بھی ہو) مشاقت ہو گئی ہے اس کے بعد کہ اسے ہدایت کا راستہ دکھادیا گیا ہے ہدایت ظاہر ہو چکی ہے؛ ہدایت کیا ہوتی ہے۔

الھُدیٰ کیا ہوتا ہے؟ دو چیزیں یاد رکھیں:(۱)"قال الله" (۲)"وقال رسول الله صلي الله عليه وآله وسلم"؛ وحی ہے دلیل ہے دلیل کی روشنی میں اسے پتہ چل گیا ہے۔

الھُدیٰ کی ضد ہے "الھَویٰ": اور الھَویٰ بہت ہی خطرناک معاملہ ہے۔

مشاقت کی سب سے بڑی وجہ الھَویٰ ہے جو ہدایت کی ضد ہے کیونکہ آخر وہ کون سی چیز ہے کہ ہدایت کے ہوتے ہوئے بھی الھُدیٰ کے ہوتے ہوئے بھی مشاقت ہو گئی ہے؟! دیکھیں الھُدیٰ میں تو مشاقت نہیں ہو سکتی نا۔ اور ھُدیٰ وہ جو واضح ہو چکا ہو:

﴿مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الۡهُدٰى﴾: بیان ہو چکا ہے چند مثالیں دوں گا آپ کو میں کہ واضح ہو چکا ہے لیکن ایک ایسی چیز ہے اس انسان کے اندر بڑی خطرناک جو اس انسان کو مشاقت کی طرف لے کر جاتی ہے اور اس کا سبب بھی ہے اس کا علاج بھی ہے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ واضح کر دیا ہے کسی کے پاس کوئی حجت باقی نہیں ہے۔

دیکھیں عقلمند کون ہوتا ہے؟ عقل کیا ہوتی ہے؟ جو انسان کو خیر کی طرف بھلائی کی طرف آمادہ کرتی ہے اور اسے فائدہ پہنچاتی ہے اور نقصان سے بچا دیتی ہے یہ عقل ہے نا۔

عقل کی ضد کیا ہے؟" سفه": بے وقوف سفیہ انسان کون ہوتا ہے؟ جو اس کے برعکس ہے۔ کیا کرے گا سفیہ انسان کیا کرتا ہے؟ وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے اور نفع پہنچا نہیں سکتا اور اس عقل کو خراب کرتی ہے راہ راست سے ہٹاتی ہے الھَویٰ کہ آپ کو صحیح سمجھنے نہیں دیتی شہوت غالب آجاتی ہے، چاہت خواہش نفس، نفس اُمارۃ بالسوء جو ہمیشہ بُرائی کی طرف آمادہ کرتی رہتی ہے۔

دیکھیں مجاہدہ کرنا پڑتا ہے، ھُدیٰ کے راستے کو اختیار کرنے کے لیے قرآن اور سنت پر عمل کرنے کے لیے اس برے نفس کا مجاہدہ کرنا ہی پڑے گا کیونکہ اگر یہ غالب آجاتا ہے تو پھر ہدایت کا راستہ اور ھُدیٰ چھوٹ جاتا ہے اور مشاقت ہو کر رہتی ہے۔

یہ مشاقت ہوئی کیوں ہے اور ھُدیٰ ہاتھ سے کیوں چلا گیا ہے؟ قرآن اور سنت کو کیوں نہیں سمجھا گیا ہے؟

﴿وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾: اور اس نے راستہ تو اختیار کیا ہے لیکن مومنین کے راستے کے علاوہ کوئی اور راستہ اختیار کیا ہے۔

سبیل المؤمنین کی قید کیوں ہے ھُدیٰ کے ساتھ؟ کیونکہ اس کے بغیر ھُدیٰ تک پہنچ نہیں سکتے آپ، قرآن اور سنت کو صحیح سمجھنے کے لیے صحابہ اور سلف کی سمجھ لازمی ہے صحابہ اور سلف کی سمجھ کے بغیر آپ قرآن اور سنت کو نہیں سمجھ سکتے آپ ھُدیٰ کا راستہ نہیں اختیار کر سکتے آپ صراط مستقیم پر چل نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ الفاتحہ میں:

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۙ﴿۵﴾ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ﴾ (الفاتحة:5-6): لازم اور ملزوم ہیں۔

صراط مستقیم ہے تو اس پر چلنے والے بھی ہدایت یافتہ لوگ ہیں اگر ہدایت یافتہ لوگ نہیں ہیں ﴿الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ﴾ کا راستہ نہیں ہے تو صراط مستقیم ہو ہی نہیں سکتا، اب سبیل المؤمنین کے راستے کو نہ اختیار کرنا اس کی وجہ ہے "الھَویٰ"۔

قرآن اور سنت کو سب سے زیادہ اور سب سے بہترین طریقے سے کس نے سمجھا ہے:

1-صحابہ نے براہ راست آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وحی قرآن اور سنت کو سمجھا ہے۔

2-قرآن مجید میں صحابہ کرام کا ذکر ہے اس قرآن مجید کا حصہ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور احادیث کا حصہ ہیں براہ راست علم حاصل کیا ہے،اُن کا ایمان اُن کی فصاحت اُن کی بلاغت اُن کی سمجھ تمام امت سے افضل ہے جو بعد میں آنے والے ہیں اُن سے افضل ہے۔

3-اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو الفاظ زبان مبارک سے نکلتے تھے جب صحابی کے کان میں جاتے تھے اس کی اپنی برکت ہوتی تھی سمجھنے کے لیے،جب دل میں ایمان ہو تقویٰ ہو اللہ تعالیٰ کا ڈر ہو اور عمل صالح ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ان عظماء کے کان میں چلے جاتے ہیں تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں اس سے کہ وہ کیا سمجھتے ہوں گے۔

4-اور پھر ان صحابہ نے اپنے جانشین تابعین کو یہی علم اور یہی سمجھ اُن تک پہنچائی ہے اور اتباع التابعین نے تابعین سے لیا ہے۔

تین بہترین زمانے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ": صحیح بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں کیونکہ براہ راست انہوں نے مجھ سے علم حاصل کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس زمانے میں ہیں صحابہ بھی اسی زمانے میں ہیں: سب سے بہترین: "قَرْنِي": میرا زمانہ جو ہے۔ "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ": پھر اس کے بعد میں فضیلت میں بہتری میں وہ زمانہ جو اس کے بعد میں آنے والا ہے تابعین کا زمانہ۔ پھر اس کے بعد تیسرا: "ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ": پھر جو بعد میں آنے والے ہیں جو تابعین سے براہ راست جنہوں نے علم حاصل کیا ہے، یہ فقہاء اور محدثین ان کا زمانہ ہے۔

اور اس آیت میں ﴿سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾ کے لفظ میں سبیل مفرد ہے اور مومن مضاف ہے مفرد مضاف صیغہ کون سا ہے؟"العموم"۔

جس چیز پر صحابہ اور سلف کا اجماع ہے اس کی مخالفت مشاقت کی طرف لے کر جاتی ہے یہ قاعدہ شرعیہ یاد رکھ لیں آپ، جن مسائل میں صحابہ اور سلف کا اجماع ہے اُن مسائل میں اختلاف کرنا مشاقت کی طرف لے کر جاتا ہے وہ مشاقت جو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوتی ہے، انجام بعد میں ہے اُس کی سزا بعد میں ہے پہلے یہ سمجھ لیں اچھی طرح بات کہ اس کا حل ہے۔

مصیبت ہے بیماری ہے اس کی وجہ بھی ہے اس کا علاج بھی ہے: ﴿وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ﴾: تو سبیل المؤمنین کی اتباع لازم ہے۔

اور اس آیت کریمہ میں منہج السلف کو اپنانا اُس پر چلنا اُس کو سمجھنا واجب ہے واجب کہاں سے آیا؟ کیونکہ سزا ہے (انجام سزا ہے)۔

سزا کب ملتی ہے مستحب کو ترک کرنے میں یا واجب کو ترک کرنے میں؟ واجب کو ترک کرنے میں۔

انجام: ﴿نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ﴾: ہم اُس کو اُس کے حوالے کر دیں گے جو اُس نے اختیار کیا ہے۔

اُس نے کیا اختیار کیا ہے خواہش نفس کی پیروی اختیار کی ہے نا؟ ھُدیٰ کو چھوڑ کر ھویٰ کو اُس نے آگے کیا ہے نا مقدم کیا ہے، عقل ہے کشف ہے وجد ہے ذوق ہے اندھی تقلید ہے یا منطق ہے، جو بھی اُس نے آگے کیا ہے جو بھی راستہ اُس نے اختیار کیا ہے جو اس راستے سے ٹکراتا ہے جو سبیل المؤمنین ہے تو کوئی بھی راستہ اُس نے اختیار کیا ہے جس کی اساس الھویٰ ہے الھُدیٰ نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم اُسے اُس کے

حوالے کر دیں گے وہی راستہ آسان کر دیں گے۔ عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسان کر دیتا ہے ؟! جی ! اللہ تعالیٰ آسان کر دیتا ہے: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: یہ سزا دنیا میں کافی ہے کہ وہ بھٹکتا رہے گا راہ راست تک پہنچ ہی نہیں سکے گا کیونکہ اُس نے چھوڑا ہوا ہے ناراستہ ! اور مشاقت کرتا رہے گا یہ سمجھتے ہوئے کہ میں خیر پر ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والا ہوں، میں اہل سنت میں سے ہوں اور سنت کی اتباع کرنے والا ہوں جبکہ وہ مشاقت کر رہا ہوتا ہے (چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ابھی میں)۔

﴿ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى ﴾: دنیا میں بھٹکتا رہے گا وہی راستہ جو اُس نے اختیار کیا ہے وہی اُسے ہم آسان کر دیں گے، خواہش نفس چاہتا ہے عقل ہے کشف ہے وجد ہے ذوق ہے اندھی تقلید ہے جو بھی وہ راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے وہی آسان کر دیں گے وہ اسی پر جیتا رہے گا، اور اگر توبہ نہیں کرے گا اسی پر ہی مرے گا۔

آخرت میں: ﴿وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾: اور اُسے جہنم میں داخل کر دیں گے اور بہت ہی بُری پلٹنے کی جگہ ہے۔ مصیر انجام، بہت بُرا انجام ہے ! بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے جس میں وہ رہیں گے جہنم میں (نعوذ باللہ)، اللہ تعالیٰ کا سب سے سخت ترین عذاب جہنم کا عذاب ہے !

اب چند مثالیں دیکھیں ذرا:

1- اس آیت کریمہ کو نصب العین بنائیں اور اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصول میں سے ایک اصول ہے یہ "منہج السلف الصالحین" کو اختیار کرنا یہ عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پر، کتابوں پر، اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر انبیاء پر، آخرت پر، تقدیر پر ارکان ایمان ہے ارکان ایمان کے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ منہج السلف پر قائم رہنا۔

2- اور اس میں دوسرا کون سا اصول ہے؟ "اتباع السنۃ" (سنت کی اتباع کرنا) ﴿وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ ﴾: کے لفظ سے ملتا ہے ہمیں، مشاقت ہلاکت ہے اس سے بچنے کے لیے اتباع سنت لازمی ہے۔ اتباع سنت کے لیے منہج السلف الصالحین لازمی ہے آپ اتباع سنت کر ہی نہیں سکتے، ہدایت بھی آپ کو واضح ہو جائے گی، اگر سبیل المؤمنین کے راستے کو چھوڑ دیا ہے پھر ہدایت کو آپ پا نہیں سکتے اتباع سنت ہو نہیں سکتی یہ سب لازم اور ملزوم ہیں۔ اس لیے جس مسئلے میں صحابہ اور سلف کا اجماع ہو جائے اور واضح ہو جائے اس کے چھوڑنے کا کسی کے پاس کوئی عذر نہیں ہے، جو چھوڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشاقت کرتا ہے شدید مخالفت کرتا ہے۔

انجام: دنیا میں اللہ تعالیٰ اس کو اسی کے حوالے کر دے گا نکل نہیں پائے گا کوشش کے باوجود بھی اس بُرے راستے سے مشاقت سے نکل نہیں پائے گا اور اگر توبہ نہیں کرے گا اسی پر اس کی موت ہو گی خاتمہ اسی مشاقت پر ہو گیا (نعوذ باللہ) اور پھر جہنم میں اسے داخل کر دیا جائے گا بدترین انجام ہے !

میں دو مثال آپ کے سامنے رکھتا ہوں، مثالیں بہت ہیں آپ کوئی بھی عقیدے کا مسئلہ اٹھالیں جو اہل سنت نے اہل بدعت کے خلاف بیان کیا ہے آپ کو مسئلہ آسان ہو جائے گا:

1-اللہ تعالیٰ کہاں ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ سوال ہی غلط ہے۔

صحیح سوال ہے صحیح سوال کی دلیل صحیح مسلم کی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جاریہ (کمسن لڑکی) سے سوال کیااس کے ایمان کو جانچنے کے لیے کہ مومنہ ہے یا نہیں:

"أَيْنَ اللهُ؟": (اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟)۔اُس نے کہا: "فِي السَّمَاءِ" (آسمان پر ہے)۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرا سوال کرتے ہیں: "مَنْ أَنَا؟" (میں کون ہوں؟)۔

وہ جواب میں عرض کرتی ہیں: "أَنْتَ رَسُولُ الله" (آپ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام))۔اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "أعتِقْها فَإِنَّها مؤْمنةٌ" (اسے آزاد کردو یہ مومنہ ہے)۔

تو یہ کہاں سے آیا کہ یہ سوال کرنا غلط ہے؟!اُس وقت تک جب کوئی بدعت نہیں تھی وحدت الوجود کی یہ کفریہ عقیدہ نہیں تھا کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے۔

یہ کفریہ عقیدہ ابھی میں ثابت کرتا ہوں کہ کفریہ عقیدہ ہے یہ اہل اسلام کا عقیدہ نہیں ہے مسلمانوں کا عقیدہ نہیں ہے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے یہ جہمیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، جہم بن صفوان یہ بدعقیدگی لے کر آیا ہے اور آج جو بھی اس عقیدے کو اپنانے والے ہیں وہ حقیقت مین جہم بن صفوان کی اتباع کرنے والے ہیں تقلید کرنے والے ہیں نا کہ صحابہ اور سلف کی اتباع کرنے والے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سنت کی اتباع کرنے والے نہیں ہیں۔

الغرض:

1-سب سے پہلے کہ یہ سوال صحیح ہے۔

2-دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کا اس پر اجماع ہے وہ کہاں ہے؟اسی حدیث میں کہ جب صحابی جو اس لونڈی کا آقا تھا لے کر آیا آزاد کرنے کے لیے وہ بھی موجود ہے سیدنا معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جب اس لڑکی نے جواب میں کہا: "فِي السَّمَاءِ" اُسے روکا ہے ڈانٹا ہے کہ غلط جواب دے رہی ہو؟!

3-اس کمسن لڑکی کا بھی (یہ بھی صحابیہ ہے) یہی جواب ہے کہ آسمان پر ہے، صحابی نے خاموشی اختیار کی مطلب صحیح جواب ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر مہر لگادی ہے تقریر کی کہ اقرار ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

صحابہ میں سے کسی ایک کا قول دکھادیں جو اس کے خلاف ہو (ایک!) اللہ کی قسم! نہیں ہے میں قسم کھا رہا ہوں۔

4-سلف صالحین میں سے کسی ایک کا قول دکھادیں جس نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! (میں دوسرا نہیں کہوں گا، ایک)۔

5-اس میں چاروں فقہاء (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور تمام محدثین اور سلف صالحین کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے فرش پر نہیں ہے ہر جگہ نہیں ہے:

(۱)فرش پر ہے ہر جگہ ہے جہم بن صفوان کی بدعقیدگی ہے جو اُس نے پھیلائی ہے۔(۲)جہم بن صفوان کے بعد پھر اُشاعرۃ ماتریدیہ نے اس قول کو اپنایا ہے اس بدعت کو اپنایا ہے آج وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔

دلائل:

1-ابھی میں نے کہا ہے کہ صحابہ کا اجماع ہے اور مخالفت جو کرتا ہے مشاقت کی طرف جاتا ہے۔

2-اہل سنت والجماعت کا صحیح عقیدہ اس معاملے میں کیا ہے ؟ کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے اللہ تعالیٰ بلندیوں پر علو میں ہے۔

3-اس کی جو دلیل ہے آپ حیران ہو جائیں گے کہ قرآن میں، سنت میں، صحابہ اور سلف کے اجماع میں (اجماع صحابہ کا بھی ہے اور اہل سنت کا اجماع بھی ہے)، عقل بھی ہے فطرت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے عرش پر ہے۔اور کون سی دلیل آپ کو چاہیے ؟!

ہم تو صرف ایک کی بات کر رہے ہیں مشاقت کی بات کر رہے ہیں کہ کب ہو گی ؟جب سبیل المؤمنین کے راستے کے خلاف کوئی اور راستہ اختیار کرے گا اجماع کی مخالفت کی تو مشاقت ہوئی ہے اور یہاں پر تمام دلائل کی مخالفت ہو رہی ہے کتنی شدید مشاقت کی بات ہو رہی ہے پتہ ہے ؟!

4-اللہ تعالیٰ عرش پر ہے سات آیات قرآن مجید میں سات مختلف جگہوں پر ہیں،اللہ تعالیٰ علو میں ہے امام ابن القیم رحمہ اللہ نے بلکہ ان سے پہلے امام ابن أبي العز الحنفی رحمہ اللہ نے شرح عقيدة طحاوية میں بیس(20) مختلف طریقے بیان کیے ہیں قرآن مجید میں کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر علو میں ہے۔

علو میں ہے بیس مختلف دلائل بیس مختلف کیا مطلب ہے ؟بیس قسمیں ہیں دلائل کی ایک قسم نہیں ہے: فوقیۃ کا لفظ ہے،علو کا ہے:﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١﴾ (الأعلى:1)، فوق کا لفظ ہے، نزل کہ اوپر سے اُترتے ہیں کتنی آیات ہیں قرآن مجید میں۔آپ نمبر دیکھیں گے تو نزول کی کتنی آیات ہیں ؟صعود کی کتنی آیات ہیں ؟فوق کے لفظ سے کتنی آیات ہیں ؟مختلف ہیں اور قسمیں بیس سے زیادہ ہیں تقریباً یہ ثابت کرنے کے لیے اور تمام دلیلیں ہزار سے بھی زیادہ ہیں۔

5- شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی سے نقل کرتے ہیں: "ہزار سے زیادہ دلیلیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلندیوں پر ہے عرش پر مستوی ہے علو میں ہے (ہر جگہ نہیں ہے)"۔

6-امام اُجری **الشریعۃ** میں اجماع نقل کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم سے ہر چیز کو محیط ہے اور ہے اپنے عرش پر۔

سنت میں تین قسم کی سنت ہے (احادیث) کہ سنت یا تو قولی ہوتی ہے، یا فعلی ہوتی ہے، یا اقرار تقریر ہوتی ہے اور اللہ کی قسم تینوں میں دلائل موجود ہیں اس مسئلے میں:

قولی سنت: اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اُن پر رحم کرو جو زمین میں ہیں جو آسمانوں پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا": ترمذی کی حدیث میں آیا ہے اور علامہ البانی نے صحیح کہا ہے کہ صحیح حدیث ہے: "ارحَمُوا أهلَ الأرضِ يَرْحَمْكُم مَن فی السماء"۔

''مَن فی السّماء'': قول ہے نا کہ جو آسمان میں ہے (یعنی آسمان پر ہے قولی ہے)۔

فعلی: صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خطبہ دیا حجۃ الوداع کا تو صحابہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں انگلی آسمان کی طرف کرتے ہیں: ''يُشِيرُ بِأُصبُعِهِ إِلَى السَّماء'': یہ حدیث کے الفاظ ہیں سیدنا جابر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور صحابہ کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں:

''اللّٰهُمَّ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ ''(اللہ تعالیٰ میں نے پیغام پہنچا دیا ہے اللہ تعالیٰ گواہ رہنا)؛اور صحابہ بھی اس پر اقرار کرتے ہیں کہ جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے۔

تو انگلی آسمان کی طرف کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فعلی حدیث ہے۔

اقراری: کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقرار کرتے ہیں یہ جاریہ کی حدیث جو صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کیا ہے۔

قرآن مجید کی بیس سے زیادہ قسمیں کافی نہیں ہیں دلائل کی؟! اگر مجموعی طور پر دیکھیں تو ہزار سے زیادہ آیات ہیں وہ کافی نہیں ہیں؟!

اگر آپ حدیث کی بات کرتے ہیں تو تینوں قسم کی سنت بھی کافی نہیں ہے؟! صحابہ اور سلف کا اجماع کافی نہیں ہے؟!

یہ کون سی عقل ہے یا کون سی سمجھ ہے یا یہ کیسا انسان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشاقت کرتا ہے اسے پتہ بھی نہیں ہے اور وہ چاہتا بھی نہیں ہے؟!

عقلی دلیل:

عقل کیا کہتی ہے کہ جو بلندی پر ہے بہتر ہے یا جو پست ہو بہتر ہے عقل کا تقاضہ کیا ہے؟

کسی عقلمند سے پوچھ لیں العلو سب کو پسند ہے اس لیے جو بادشاہ ہوتے ہیں اپنا محل کیوں اونچا کرنے کی کوشش کرتے ہیں؟ کیونکہ بلندی سب کو پسند ہے بلندی میں عزت ہے، نہیں! اور پستی میں ذلت ہوتی ہے کہ نہیں؟ عقل کا یہ تقاضہ ہے۔

فطرت کو دیکھ لیں آپ کہ جب انسان دعا کرتا ہے ہاتھ آسمان کی طرف کیوں جاتے ہیں؟! کبھی دعا کرتے ہوئے آپ نے کسی کو دیکھا ہے زمین کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے یا دائیں بائیں کرتے ہوئے؟! یہ جو اللہ تعالیٰ کے علو کا انکار کرنے والے ہیں اہل بدعت ان سے پوچھیں کہ جب دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اِن کے ہاتھ آسمانوں کی طرف کیوں ہوتے ہیں پوچھیں ذرا ان سے!

امام الجوینی اور ہمدانی کی آپس میں اسی مسئلے پر بحث ہوئی انہوں نے کہا کہ باقی سب چھوڑیں دلائل نہیں سمجھ آتے تمہیں نا چھوڑیں جب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو آپ کے دل کو یہ ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے کہ آسمان کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے؟! دل میں علو کا جذبہ کیوں پیدا ہوتا ہے اوپر کی طرف کیوں جاتا ہے تمہارا دل جب ربّ سے مانگتے ہو؟! "قَالَ: حَيَّرَنِي الْهَمْدَانِيُّ": ہمدانی نے مجھے حیران کر دیا ہے لاجواب ہو گیا میرے پاس جواب ہی نہیں ہے!

آپ جب دعا کرتے ہیں آپ کا دل خود کھنچا چلا جاتا ہے آسمان کی طرف کیونکہ ربّ آسمان پر ہے عرش پر مستوی ہے: **کما یلیق بجلالہ سبحانہ وتعالیٰ**۔

انسان کی فطرت میں بھی یہی ہے فطرت سے انسان جانتا ہے کہ اس کا ربّ علو میں ہے، اگر آپ کسی شخص کو پیدا ہوتے ہی قید کر دیں اسے کھلائیں پلائیں کچھ نہ بتائیں شریعت کا اس کو پتہ ہی نہیں ہے باہر کا پتہ ہی نہیں ہے اُسے اُس سے پوچھیں کہ تمہارا خالق کہاں پر ہے؟ واللہ! اس کا دل کہے گا کہ آسمان پر ہے اوپر ہے وہ کبھی نہیں کہے گا کہ نیچے ہے یا دائیں بائیں ہے، کبھی بھی نہیں! فطرت انسان کی ایسی ہے۔

اور آسٹریلیا میں ایک قبیلہ تھا جو بالکل دنیا سے بالکل کٹ آف (Cut Off) ہو چکا تھا پچاس سال ساٹھ سال پُرانی بات ہے غالباً تو ڈسکورر (Discoverer) جو وہاں پر گئے انہوں نے پوچھا ان سے تو وہ کھجور کے درخت کے اوپر چڑھے جاتے ہیں اور کہتے ہیں "اتناتُو" (Atnatu)، وہ کہتے ہیں کہ "اتناتُو" کیا لفظ ہے یہ؟! وہ ترجمہ کرتے کراتے مشکل سے کوئی مترجم اُن کو ملا ترجمہ کرنے والا وہ کہتا ہے کہ "وہ جو آسمان پر ہے وہ ہمارا خالق ہے ہم اسی سے سب مانگتے ہیں"۔ اور کچھ پتہ ہی نہیں ہے اُن کو، نہ کپڑوں کا پتہ ہے نہ لباس کا پتہ ہے وہ جو جنگلوں میں رہنے والے لوگ ہیں لیکن فطرت سے جانتے ہیں کہ اُن کا خالق آسمانوں پر ہے ہر جگہ ہو نہیں سکتا؛ زمین پر کیسے ہو سکتا ہے؟! (سبحان اللہ)۔

اللہ تعالیٰ کہاں ہے اس اعتبار سے تو کہتے ہیں کہ ہمارے پاس دلیل ہے؛ کیا دلیل ہے؟ ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو) (الحدید:4)۔

سبیل المؤمنین کی بات کر رہے ہیں نا ہم صحابہ کی سمجھ اس آیت کے حصے میں ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں پر بھی ہو) ایک مجھے دکھا دیں کہ کس صحابی نے اس آیت میں سے یہ مفہوم سمجھا ہے جو آپ بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! ایک تو دکھا سکتے ہیں نا؟! میں نے ابھی اجماع نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے آپ ایک صحابی کا قول دکھا دیں کہ کسی نے اس آیت سے یہ مفہوم لیا ہو، واللہ! ایک بھی نہیں ہے۔

بلکہ امام ابو حنیفہ سے پوچھا گیا ہے کہ اس آیت سے کیا مراد ہے؟ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے جیسا کہ کسی شخص سے آپ کہتے ہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہوں جبکہ وہ آپ سے غائب ہوتا ہے (اپنے گھر میں)۔ کوئی شخص آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کس کے ساتھ ہیں؟ کہتا ہے کہ میں فلاں کے ساتھ ہوں؛ وہ کہے گا کہ ہے تو نہیں ہے اس وقت بیٹھا نہیں ہے۔ یعنی آپ سفر پر جاتے ہیں اپنی اہلیہ کے ساتھ یا کسی دوست کے ساتھ کوئی بازار میں آپ سے ملتا ہے کہتا ہے کہ کیا حال ہے ٹھیک ہے کس کے ساتھ آئے ہو؟ کہتا ہے کہ میں فلاں کے ساتھ ہوں جبکہ اس وقت غائب ہے آپ کے پاس نہیں ہے۔ تو عربی زبان میں معیت سے کبھی مخالطہ یا مکس ہونا اس وقت لازمی نہیں ہے مطلقاً مصاحبہ ہوتا ہے۔

فوجی کمانڈر کہتا ہے کہ اُتر و میدان جنگ میں میں تمہارے ساتھ ہوں اور وہ اپنے آفس میں بیٹھا رہتا ہے وہ تمہارے ساتھ ہے؟ وہ فوجیوں کے ساتھ ہوتا ہے کیا؟ (سبحان اللہ)۔

بلکہ **فقہ اکبر** میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اگر کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ پتہ نہیں عرش (آسمان) میں ہے یا زمین میں ہے؟ کہتے ہے کافر ہے؛ کیوں؟ کیونکہ انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اپنے الفاظ ہیں۔

اس لیے میں نے کہا ہے کہ آئمہ محدثین سے سلف صالحین سے کسی ایک قول کو دکھادیں نا کہ اس آیت کے مفہوم کو کس نے سمجھا ہے ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ سے مراد کہ وہ تمہارے ساتھ ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے؟! نہیں ہے۔

سبیل المؤمنین کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے ہمارا بھی یہی عقیدہ یہی ایمان ہے اور جو انکار کرتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشاقت کرنے والا ہے۔

سزا: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: اسے کبھی سمجھ نہیں آئے گی وہ آپ سے بحث کرے گا وہ عقلی دلائل پیش کرے گا وہ آپ سے اِدھر اُدھر مارتا رہے گا (کہ عرش خالی ہوگا یہ ہوگا سمت لازم آتی ہے وہ لازم آتا ہے وہ لازم آتا ہے جسم لازم آتا ہے) اور اللہ تعالیٰ توفیق نہیں دے گا اسے!

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: یہ کیسا انسان ہے کیسے دلائل پیش کرنا چاہتا ہے کیسے عقل کو آگے کرنا چاہتا ہے جبکہ عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے اس میں فطرت کا تقاضہ بھی یہی ہے اور اس میں اجماع بھی نقل ہوا ہے، سنت کی تینوں قسمیں موجود ہیں اور ہزار سے زیادہ دلیلیں قرآن میں بھی موجود ہیں تب بھی کہتا ہے کہ اس میں یہ اور وہ لازم آتا ہے!

کہتا رہے گا کیوں؟ ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾۔

دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا دیدار (زیادہ وقت نہیں لیتا اس میں میں) کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار مومن جنت میں کریں گے یہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور صحیح عقیدہ ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار جنت میں کریں گے قرآن مجید میں کئی دلائل ہیں اس میں، سورۃ القیامہ میں ہے اور سورۃ المطففین میں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ اور امام احمد بن حنبل اور تمام آئمہ نے اس کو ذکر کیا ہے اور اس پر اجماع بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار مومن کریں گے قیامت کے یعنی سورۃ القیامہ میں:

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ (القيامة:22-23)

جس دن بعض چہرے جو ہیں پُر رونق ہوں گے چمکدار ہوں گے ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ نضارت سے کہ خوبصورت ہوں گے چمکدار کیوں؟ ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾: اپنے ربّ کو دیکھ رہے ہوں گے۔

جب اپنے ربّ کا دیدار ہوگا تو یہ چہرے یہ چہرے نہیں رہیں گے پُر رونق ہو جائیں گے خوبصورت ہو جائیں گے چمک اُٹھیں گے (سبحان اللہ)۔

اور اسی طریقے سے کئی احادیث میں سے ایک حدیث کا ذکر کرتا ہوں متفق علیہ حدیث کا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کرے گا قیامت کے دن جیسا کہ چودھویں کے چاند کو تم دیکھتے ہو جب تمہارے اور چاند کے بیچ میں کوئی بادل وغیرہ نہ ہو"۔ چودھویں کا چاند آپ دیکھیں آسمان پر جب کوئی بادل یا کوئی گرد و غبار آپ کے بیچ میں نہیں ہوتا تو بالکل کتنا واضح طریقے سے دیکھتے ہیں آپ (سبحان اللہ)۔

اور ایک اور آیت: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس:26): جن لوگوں نے نیک عمل کیے جو مومن ہیں متقی ہیں اللہ سے ڈرنے والے ہیں عمل صالح کرنے والے ہیں: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا﴾ (جنہوں نے احسان کیا دنیا میں) ﴿الْحُسْنٰى﴾ (جنت) ﴿وَزِيَادَةٌ﴾: جنت سے اوپر کیا ہوگا؟ حسنیٰ جنت ہے زیادہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کا دیدار"۔

حدیث میں بھی آگیا ہے اور صحابہ کا اجماع بھی سلف کا اجماع بھی آگیا ہے۔

کہتے ہیں کہ ہمارے پاس دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوگا۔ کیا دلیل ہے؟ وہ کہتے ہیں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے تعلق سے سورۃ الاعراف میں اللہ نے فرمایا ہے: ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ (میرا دیدار نہیں کر سکتے) (الاعراف:143): یہ دلیل ہے۔

چلیں یہ جو مفہوم آپ نے اس آیت سے لیا سورۃ الاعراف کی اس آیت سے جس میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نفی ہو رہی ہے معاملہ آسان کر دیتے ہیں کہ موضوع کیا ہے سبیل المومنین ہے نا؟ ایک صحابی یا سلف میں سے کس کا قول دکھا دیں جس نے یہ تفسیر لی ہو، ایک دکھا دیں بس! واللہ! نہیں ہے، سلف میں سے کسی صحابی نے اس آیت سے کبھی یہ نہیں سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آخرت میں ممکن نہیں ہے۔

آئمہ میں سے کس نے سمجھا ہے؟ ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ کس نے سمجھا ہے دکھائیں؟ سبیل المؤمنین یہ ہے کہ اس آیت کا تعلق دنیا میں دیدار کے تعلق سے ہے جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے گزارش کی کہ میں دیدار کرنا چاہتا ہوں دنیا میں۔ اور آیت کا سیاق اور سباق بھی اسی تعلق سے ہے کہ نہیں؟ ہم بات کر رہے ہیں جنت میں آخرت میں مرنے کے بعد مومن جنت میں داخل ہو گیا ہے اُس دیدار کی بات ہم کر رہے ہیں تو موضوع الگ الگ ہیں دونوں بھائی! یہ تو ہمارا ایمان ہے ہمارے عقیدے میں سے ہے (اہل سنت والجماعت کے عقیدے میں سے ہے) کہ دنیا میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کر سکتا بات ختم ہو گئی ہے اور یہ آیت اس کی دلیل ہے ہم نے کب اس کا انکار کیا ہے لیکن آپ دونوں کو مکس کیوں کر رہے ہیں؟! دنیا میں جس دیدار کی نفی ہے آپ آخرت میں جس دیدار کا اثبات ہے اس کے ساتھ کیوں جوڑ رہے ہیں؟! اس لیے میں نے کہا ہے کہ سبیل المؤمنین کیا ہے اس میں؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار جنت میں ہوگا۔

مخالفت کرنے والا مشاقت کرنے والے کا اس میں کیا موقف ہے؟ کہ اللہ کا دیدار جنت میں مومن نہیں کر سکتے (سبحان اللہ)۔

تو مشاقت ہوئی ہے۔

دلائل کو کیوں نہیں سمجھتے؟ اجماع کو کیوں نہیں سمجھتے؟ نہیں سمجھ پائیں گے: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: یہی راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے اس کی خواہش نفس اسے اس پر آمادہ کر رہی ہے کہ نہیں دیدار ممکن نہیں ہے، اور اس نے وہی قول اپنایا اپنی خواہش نفس کو راضی کرنے کے لیے خوش کرنے کے لیے جو قول اس کے مخالف ہے جو مشاقت کی طرف لے کر جاتا ہے جو اہل بدعت کا قول ہے معتزلہ کا قول ہے اور ان جیسے بدعقیدہ لوگوں کا قول ہے۔

تو اسی طریقے سے اور بھی آپ کوئی بھی عقیدے کا مسئلہ جیسے اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ کی صفت ہے اور تمام جو باقی دیگر صفات ہیں آپ اس پر تول سکتے ہیں دیکھ سکتے ہیں کہ سبیل المؤمنین اس میں کیا ہے صحابہ اور سلف کی سمجھ کیا ہے اور ان کا کیا عقیدہ ہے پھر دوسری طرف اپنے عقیدے کو

رکھو ترازو میں کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے، اگر اس سبیل المؤمنین اور فہم السلف منہج السلف کے مطابق ہے ان کے اجماع کے مطابق ہے تو الحمد للہ آپ مشاقت سے بچ گئے ہیں، اگر نہیں ہے اس کے مخالف ہے تو آپ یقین جانیں کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سزا ہے تمہارے لیے کہ:

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: جو تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسی کے حوالے کر دیا ہے وہی راستہ تمہارے لیے آسان کر دیا ہے، اور اگر اسی پر خاتمہ ہو گا تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے (اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے، آمین)۔

اس آیت کریمہ میں جیسے میں نے بتایا ہے: ﴿سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: مفرد مضاف ہے اجماع کی دلیل بھی ہے۔

کیونکہ مشاقت کے درجات ایک جیسے نہیں ہیں شریعت میں مشاقت چھوٹے لیول (Level) پر بھی ہوتی ہے مخالفت چھوٹی بھی بڑی بھی درمیانی بھی مختلف ہے سب سے بڑی مشاقت کس مسئلے میں ہوتی؟ الشرک۔

سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ ﴿...اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾﴾: (لقمان:13): ظلم عظیم ہے، تو آیئے دیکھتے ہیں اللہ نے پھر فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ (النساء:116)

(بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرتا نہیں بخشتا نہیں مغفرت کرتا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے)

﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾: اور اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے (یعنی شرک کے علاوہ اللہ تعالیٰ چاہے معاف کر دے مغفرت کر دے))۔

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾: اور جو اللہ تعالیٰ کا شریک کسی کو بناتا ہے۔

﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾﴾: تو یقیناً وہ گمراہ ہوا بہت ہی دور کی گمراہی میں۔

اس آیت کریمہ کا ایک اور کمال ہے اب کمال ہی کمال سنیں:

1- مشاقت کی سب سے بدترین صورت ہے شرک اکبر کی، شرک عمومی طور پر اور سب سے زیادہ شرک اکبر کی۔

2- اللہ تعالیٰ شرک کو کبھی معاف نہیں کرتا اگر شرک سے توبہ نہ کی جائے۔

توبہ ہو سکتی ہے کہ نہیں؟ ہو سکتی ہے؛ اس سے پہلے کیونکہ: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: کا ذکر ہے اس لیے ابتداء کس چیز سے ہوئی کہ مغفرت نہیں ہو گی؟ اگر جس نے یہی راستہ اختیار کیا ہوا ہے تو بڑے خطرے میں ہے کہ اسی پر اس کی موت آئے گی اگر اسی پر مر گیا تو اس کی مغفرت ہی نہیں ہے بات ہی ختم ہے!

3- شرک اور کفریہ عقائد واللہ! بڑے خطرناک معاملے ہیں یہ انسان کو دنیا میں بھی ذلت اور رسوا کر دیتا ہے اور آخرت میں بھی اُس سے زیادہ ذلت اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

4- جو شرک پر مر جاتا ہے اور کفریہ عقیدے پر مر جاتا ہے اس کی معافی نہیں ہے تو اس آیت کریمہ میں کفر بھی شامل ہے (کفر اکبر بھی ہمیشہ یاد رکھیں شامل ہے) کیونکہ بعض لوگوں کو یہاں پر غلطی لگی ہے وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف شرک ہی ایسا گناہ ہے جو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرتا کفر

کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اگر کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی نہیں مانتا اس کی مغفرت بھی ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے شرک معاف نہیں کرتا نا (سبحان اللہ)۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی نہیں ماننے والا مسلمان ہو سکتا ہے؟! کافر ہے۔

ہم کلمے میں کیا پڑھتے ہیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ" یہ پڑھتے ہیں نا؟ اب "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ" تو ہو گیا اگر "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ" نہیں تو کیا مسلمان ہے؟ مسلمان ہی نہیں ہے۔

تو اسی آیت کریمہ میں شرک بھی ہے شرک اکبر جو کفر ہے اس میں کفر اکبر بھی شامل ہے کیونکہ شرک کفر کی ایک صورت ہے صرف کیونکہ ہر مشرک کافر ہے لیکن ہر کافر مشرک نہیں ہے، کفر کے بہت سارے (نعوذ باللہ) راستے ہیں۔

نبی کو گالی دینے والا قرآن کی بے حرمتی کرنے والا جو شرک نہیں کرتا کافر ہے کہ نہیں؟ کافر ہے۔

تو شرک تو نہیں کیا اُس نے کافر کیوں ہے؟ کیونکہ شرک کے علاوہ بھی ایسے گناہ ہیں جو کفر کی طرف لے کر جاتے ہیں۔

جادو گر کافر ہے وہ شرک بھی کرتا ہے اور کفر بھی کرتا ہے (نعوذ باللہ)۔

تو بعض میں دونوں چیزیں ہوتی ہیں اور بعض میں صرف ایک ہوتی ہے یا شرک یا کفر (نعوذ باللہ)۔

تو اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرتا مغفرت نہیں کرے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور "کسی" یہاں دیکھیں صیغۃ العموم ہے کہ کسی کو بھی اللہ تعالیٰ کا اگر شریک کوئی ٹھہرائے چاہے وہ بُت ہو یا درند ہو یا پرند ہو یا نبی ہو یا ولی ہو کوئی بھی ہو کسی کو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کر دیا ہے اُس کے لیے کوئی عبادت صرف کر دی ہے اور اُس سے توبہ نہیں کی اُس نے تو اس کی مغفرت نہیں ہو گی۔

﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾: کفر اور شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنے فضل وکرم سے اُسے معاف کر دے اور چاہے تو اپنے عدل وانصاف سے اُسے سزا دے دے:

﴿وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾۔

﴿وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ﴾: اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے شرک کرتا ہے۔

﴿فَقَدْ﴾: یقیناً۔ ﴿ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿١١٦﴾﴾: بہت ہی دور گمراہی میں چلا گیا ہے۔

شرک بدعات اور خرافات ہمارے معاشرے میں عروج پر ہیں (إلّا من رحم الله سبحانه وتعالیٰ)۔

آپ دیکھتے ہیں دور حاضر میں جو مزارات موجود ہیں لوگوں کے گھروں میں شرک ہے، بازاروں میں شرک ہے، مساجد میں شرک ہے، مزارات تعمیر ہوئے ہیں قبر کا طواف ہوتا ہے قبر والے سے سوال کیا جاتا ہے منّت مانی جاتی ہے مجاوری ہوتی ہے اعتکاف ہوتا ہے بکرے ذبح ہوتے ہیں قربانیاں ہوتی ہیں نذر و نیازیں ہوتی ہیں، شرک پر شرک!

دیکھیں ایک قسم کا شرک کافی تھا ہلاک ہونے کے لیے (نعوذ باللہ) تو کتنے شرک ہیں! متعدد صورتیں ہیں شرک کی۔

اس سے بڑھ کر شرک ہے ربوبیت میں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی مشکل کشا حاجت روا ہو سکتا ہے اور آپ نے لوگوں نے کئی لوگوں کی زبانی یہ سنا ہو گا کہ علی مشکل کشا ہے یا غوث حاجت روا ہے (نعوذ باللہ)، یہ وہ شرک ہے جو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا اور اگر اس سے بچنا ہے تو توبہ لازمی ہے۔ سب سے بدترین مشاقت اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اس شرک اکبر سے ہو رہی ہے۔

کوئی شخص کہے گا کہ توبہ کیوں نہیں کرتے یہ لوگ؟ وہی بات ہے: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم پیر کو پکارتے ہیں یا بکرا ذبح کرتے ہیں تو ہماری سنی جاتی ہے مرادیں پوری ہوتی ہیں:

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: اب جب تک پیر کے لیے قربانی نہیں دو گے تمہاری دعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا، تم نے یہی راستہ اختیار کیا ہے شرک کا کرو: ﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے یہ سزا ہے دنیا میں تمہاری، اب توبہ کے لیے کچھ ایسی ہو گی آپ کی مراد نہیں مانے گا اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کے لیے جب تم نے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم نہیں کریں گے تو پھر ہماری منّتیں پوری نہیں ہوتیں مرادیں پوری نہیں ہوتیں:

کیا جاتا ہے آپ کا اگر دنیا سے آپ فقیر ہو کر چلے جائیں مال نہ ہو آپ کے پاس ویسے ہی خالی ہاتھ جانا ہے؟! تو مال کمانے کے لیے یا تو سود کھاتے ہیں یا پھر غیر اللہ کو پکار کر آپ مال حاصل کرنا چاہتے ہیں شرک کر کے! سود اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ ہے اُس سے بڑھ کر گناہ ہے شرک اکبر، غیر اللہ کا پکارنا کہ رزق میں فراوانی ہو سود کھانے سے بڑھ کر گناہ ہے: ﴿... اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾﴾: ظلم عظیم ہے۔ اگر بے اولاد ہو اور دنیا سے بغیر اولاد کے چلے جاتے ہو تو اولاد تو ویسے ہی چھوڑ کر جاؤ گے نا لیکن اگر غیر اللہ کو پکار کر اولاد حاصل کر لی ہے اُس میں کیا خیر ہے مجھے بتائیں؟! شرک کر کے آپ نے اولاد لی ہے! شرک کر کے غیر اللہ کو پکار کر آپ کا جو بیمار ہے وہ تندرست ہو گیا ہے کیا لیا ہے آپ نے دنیا سے بیماری میں مر جاتا تو ویسے ہی مرنا ہے نا اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے!

یہ ہمارا جینا مرنا سب آزمائش ہے: ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (الملک:2)

ہماری زندگی ہماری موت جینا مرنا آزمائش ہے کہ ہم میں سے کون احسن عمل کرتا ہے۔

شرک احسن عمل ہے یا بدترین عمل ہے؟! ناکام! شرک کرنے والا سب سے بڑا ناکام انسان ہے۔

اس لیے دنیا میں کوئی چیز ملے نہ ملے اللہ کی قسم! دینے والا اللہ ہے مخلوق یہ بُت یہ درندہ یہ پرندہ یہ ولی کچھ نہیں دے سکتے۔ یہ ہندو جب اپنے رام کو پکارتے ہیں اُسے کون دیتا ہے یہ بُت دیتا ہے اُسے؟! اللہ کے لیے مجھے بتائیں ذرا کہ اُسے کون دیتا ہے؟! اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دیتا ہے۔ جب مشرکین عرب لات اور عزیٰ کو پکارتے تھے یا ہبل کو بُتوں کو پکارتے تھے اُن کو پتہ ہے کون دینے والا ہے کہتے ہیں کہ دیتا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے یہ ہمارے وسیلہ ہیں۔

آج یہ لوگ کیا کرتے ہیں؟ آج کے مشرک دور حاضر میں جب کسی پیر یا بزرگ کے لیے کوئی قربانی کرتے ہیں یا کوئی دعا پکار کرتے ہیں اُسے پکارتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں؟ ہم اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں یہ ہمارا وسیلہ ہیں۔

فرق کیا ہے دونوں میں؟

وہ کہتے تھے: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾؛

اور یہ کہتے ہیں: ﴿مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى﴾ (الزمر:3): ایک ہی بات ہے کہ نہیں؟

وہ بھی یہی کہتے تھے کہ ہم ان کی نہیں عبادت کرتے مگر اس لیے کرتے ہیں عبادت کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہمیں نزدیک کر دیں گے، ہم گناہگار ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے پہنچے ہوئے پیارے لوگ ہیں اللہ کے ولی ہیں ان کی رسائی اللہ تعالیٰ تک ہے یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں گے اس لیے ہم ان کے لیے یہ نیازیں کرتے ہیں نذرانے پیش کرتے ہیں قربانیاں دیتے ہیں اور پکارتے ہیں۔

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا﴾: میرے بھائی بڑا خطرناک ہے واللہ! نہیں توبہ کی توفیق ہو گی جب تک یہ راستہ نہیں چھوڑو گے اور اس راستے کو چھوڑنے کے لیے اپنی جتنی بھی ناجائز اور باطل خواہشات ہیں اُن کو دبانا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گیارہ (11) قسمیں کھائی ہیں سورۃ الشمس میں:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝﴾ پھر فرمایا گیارہ (11) قسموں کے بعد (اُس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کو پاک کیا) (الشمس:9)۔

کس چیز سے پاک کیا؟ شرک بدعات خرافات بدعقیدگی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے۔

﴿وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝﴾ (اور وہ رسوا ہوا ہلاک ہوا جس نے اپنے نفس کو دبائے رکھا) (الشمس:10)۔

کس چیز سے دبائے رکھا؟ کس کے بوجھ تلے دبائے رکھا نفس کو؟ یہ شرک بدعات خرافات اور بدعقیدگی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہیں۔

نجات کا یہی راستہ ہے سبیل المؤمنین کا، شرک سے بچنا ہے کفریہ عقیدے سے بچنا ہے بدعات سے بچنا ہے اللہ کی قسم! یہی ایک راستہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنا چاہتے ہیں یہی راستہ ہے۔

"اتباع سبیل المؤمنین": اگر غیر کی اتباع کرتے ہیں کسی اور راستے کی اللہ کی قسم! مشاقت ہو کر رہے گی آپ چاہیں نہ چاہیں آپ کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن اللہ کی قسم! مشاقت ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان گواہی کے لیے کافی ہے دلیل کے لیے کافی ہے۔

آج ابھی سانسیں جاری ہیں ابھی وقت ہے اللہ کی قسم! توبہ کرنے کا، ابھی وقت کے شرک بدعات اور خرافات بدعقیدگی سے توبہ کرنے کا۔

﴿نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى﴾: سے بچنے کے لیے ابھی اپنی نیت درست کر لیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کا راستہ آسان کر دے گا کہ اللہ تعالیٰ میں شرک سے توبہ کرنا چاہتا ہوں بدعقیدگی سے توبہ کرنا چاہتا ہوں اپنے ایمان کو درست کرنا چاہتا ہوں ان بدعات اور خرافات سے توبہ کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے توفیق دے دے، تو میرا خالق ہے میرا مالک ہے تو میرا مشکل کشا حاجت روا ہے تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے ابھی تک مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی میں نے ابھی سمجھ لیا ہے اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے میں راہ راست پر سبیل المؤمنین کے راستے پر چلنا چاہتا ہوں مجھے توفیق عطا فرما۔

اور اس کے بعد فوراً ہر نماز میں جب ہم پڑھتے ہیں سورۃ الفاتحہ میں:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ﴾: ہمیشہ یہی یاد رکھیں کہ یہی راستہ صحابہ اور سلف کا ہے میں اپنے ربّ سے ہر نماز میں یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دے تو دیکھیں اللہ تعالیٰ کیسے ہدایت دیتا ہے اور کیسے آپ کے لیے ہدایت کا راستہ آسان ہوتا ہے کیونکہ ابھی وقت شروع ہو گیا ہے اپنے نفس کے تزکیے کا۔

اخلاص نیت کے ساتھ اتباع سنت پر آپ سیدھے ہو جائیں اور چلنا شروع ہو جائیں راستے میں بہت ساری مشکلات آئیں گی شیاطین الانس اور جن مل کر آپ کے دل میں تنگی پیدا کر دیں گے آپ کو بہت ساری باتیں سننی پڑیں گی اپنی فیملی سے گھر والوں سے پیاروں سے ابتداء ہو گی، دوست آپ کو چھوڑ دیں گے گھر والے چھوڑ دیں گے آپ کا معاشرہ آپ کو بُرا بھلا کہے گا کسی کی پرواہ نہ کریں اُس ربّ کی پرواہ کرو جس کو تم نے حساب دینا ہے۔ قبر میں سب اکیلے اللہ کی قسم! جائیں گے کوئی گھر والے کوئی کوئی دوست کوئی مددگار قبر میں ساتھ نہیں جائے گا اپنے اعمال ہوں گے اور پھر روز محشر میں ربّ کا حساب ہے اُس دن کی تیاری کے لیے ابھی وقت کے توبہ کرنے کا واللہ! سبیل المومنین بڑا آسان راستہ ہے صراط مستقیم سب سے آسان راستہ ہے اُس کو اپنانے میں واللہ! کوئی دقت کوئی مشکل نہیں ہے۔

مشکل اُس کے لیے ہے جو اپنے لیے مشکل پیدا کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اُسے کبھی بھی توفیق نہیں دے گا اس راستے پر چلنے کی یا اس راستے کو آسان نہیں کرے گا جب تک کہ وہ اُس بُرے راستے پر سبیل المؤمنین کے علاوہ کسی اور راستے پر ہے کیونکہ مشاقت پر ہے نا! اب مشاقت کو جب تک خود نہیں چھوڑتا اپنے نفس کو آمادہ نہیں کرتا نفس کو نہیں سمجھاتا نفس کو پاک نہیں کرتا یا اُس کے لیے سعی بھی نہیں کرتا تو کہاں توفیق ہو گی اُسے!

بہترین وقت ہے ابھی سانسیں جاری ہیں موت کا پتہ نہیں کہ کب موت کا فرشتہ آ جاتا ہے اور روح قبض کر کے جائے گا تو دونوں میں سے ایک ہوں گے آپ یا تو وہ جو سختی سے روح قبض کی جاتی ہے اور جہنم کے فرشتے روح کو لے کر جائیں گے (نعوذ باللہ) یا وہ جو مومن ہیں جن کی روح بڑی آسانی سے قبض کی جائے گی اور جنت کے فرشتے جنت کے کفن میں لے کر جائیں گے ابھی متعین کرنا ہے آپ نے توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور راستے بھی اللہ تعالیٰ آسان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے قرآن اور سنت پر چلنے کی منہج سلف الصالحین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں شرک بدعات اور خرافات سے دور فرمائے اور محفوظ فرمائے (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظ اللہ) کے آڈیو درس 004-23: سورۃالنساء کی مختصر تفسیر (آیات:115-116) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio